Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

Social Issues Derived from the Female Narratives of the Holy Quran: An Analytical Study

قرآن کریم کے نسوانی قصص سے اخذ شدہ معاشرتی مسائل: ایک تجزیاتی مطالعہ

Dr. Majid Rashid
Institute of Humanities and Arts, Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology Rahim Yar Khan. Email: majid.rashid@kfueit.edu.pk

Iqra Naz
Institute of Humanities and Arts, Khwaja Fareed University of Engineering and Information Technology Rahim Yar Khan. Email: iqranaz855@gmail.com

Abstract
This research analyzes the social problems inherent in the women's narratives in the Holy Quran using a critical analytical lens in relation to their impacts on gender relations, social systems, and ethics within Islamic frameworks. As a primary source, the Quran contains several female characters like Maryam, Asiya, Hagar, and the wives of Prophet Muhammad, whose respective stories highlight the multidimensional concepts of agency, oppression, moral responsibility, and enduring resilience. This research undertakes a qualitative analysis of these narratives to find and explain certain broad critical social problems like underrepresentation of women, patriarchy, domesticity, and the relationship between religion and society. This research attempts to show the Quranic description of women as mothers and leaders and believers to demonstrate how these stories affirm or contest prevailing gender binaries and examine social issues like justice, empowerment, and social cohesion. This research also deals with the socio-historical background of the Quran and the accompanying literature to understand current issues of social equity and reform in the context of women in Muslim societies. The analysis concludes that the social problems found in the female narratives in the Quran and their depiction in the Holy Quran advocating for issues of difference, dignity, justice, and inequality framed within cultural and patriarchal
Key Words: Women's narratives, Social Problems, Moral responsibility, Empowerment, Social equity, Religion and Society

قرآن کریم محض الٰہی ہدایات کا مجموعہ نہیں بلکہ انسانی معاشرت، اخلاقیات، اور سماجی معاملات کا جامع رہنما بھی ہے۔اس مقدس کتاب میں جہاں انبیاء کرام اور اقوامِ سابقہ کے قصص بیان کیے گئے ہیں، وہیں عورتوں کی شخصیات اور ان کے مختلف ادوار میں کردار کو بھی نہایت حکمت ودانائی سے پیش کیا گیا ہے۔ان قصص کے اندر کئی ایسے پہلو موجود ہیں جن سے سماجی مسائل اور ان کے اسباب و حل کا استنباط ممکن ہے۔

اس مقالے کا مقصد قرآن کریم میں بیان کردہ خواتین کے واقعات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ان سے ماخوذ معاشرتی مسائل کو اجاگر کرنا ہے۔ان واقعات میں عورت کی حیثیت، اس کی عزت، اس پر ظلم، اور اس کے سماجی کردار جیسے امور سامنے آتے ہیں جو آج بھی ہماری معاشرت میں موجود ہیں۔

قرآنی قصص کا تعارف

قرآن کریم میں قصص کی اہمیت خود اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے:

نحن نقص علیک احسن القصص[1]

ان قصص کا مقصد محض تاریخی معلومات فراہم کرنا نہیں بلکہ عبرت، نصیحت، اور اصلاحِ معاشرہ ہے۔ عورتوں سے متعلق بیان کردہ قصص میں درج ذیل خواتین کی خصوصیت نمایاں ہیں:

1. حضرت حوّا علیہا السلام
2. فرعون کی بیوی (آسیہ)
3. حضرت مریم علیہا السلام
4. حضرت لوط اور حضرت نوح علیہا السلام کی بیویاں
5. ملکہ سبا (بلقیس)
6. حضرت موسیٰ کی والدہ اور بہن
7. حضرت ابراہیم کی بیویاں

ان تمام خواتین کی زندگیوں کے واقعات سے مختلف سماجی، نفسیاتی اور اخلاقی مسائل اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

حضرت حوّا علیہا السلام اور عورت پر الزام تراشی

حضرت حوّا کا تذکرہ قرآن میں براہِ راست مختصر انداز میں آیا ہے۔ تاہم تاریخی تفاسیر اور سماجی رویوں میں ان کے کردار کو انسان کے "پہلے گناہ" کا سبب مانا گیا جو عورت کو قصوروار ٹھہرانے کی صدیوں پرانی روایت کی بنیاد بنا۔ قرآن کریم مگر دونوں کو برابری سے مخاطب کرتا ہے:

فازلّھما الشّیطان[2]

یہ آیت اس بات کا ثبوت ہے کہ مرد اور عورت دونوں نے غلطی کی، بعض معاشروں میں خاص طور پر مردانہ بالادستی والے نظاموں میں عورت کو کمزور، فتنہ اور گناہ کی وجہ سمجھنے کے نظریات فروغ دینے کا ادارک کیا گیا۔ اس سے "عورت قصوروار ہے" جیسے رویے جنم لیتے ہیں، جو آج بھی جنسی ہراسانی، طلاق، اور دیگر مسائل میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

لیکن اسلام عورت کو عزت و وقار اور مساوی روحانی حیثیت دینے والی تعلیمات کو فروغ دیتا ہے۔ اسلام میں عورتوں پر الزام تراشی اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام میں خواتین میں خواتین کو مردوں کے برابر حقوق اور ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

" عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری شریک حیات ہیں"[3]

خواتین پر یہ الزام تراشی بعض معاشرتی اور ثقافتی روایات کی بنا پر ہے۔ جبکہ مذہبی سطح پر عزت و مرتبہ حاصل ہے۔ اگر کسی معاشرے میں عورت پر یہ الزام لگایا جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس طرح کا رویہ جاہلانہ رسم و رواج یا سوشیالوجیکل تعلیمات سے پیدا ہوتا ہے اسلام کے

([1]) القرآن (سورہ یوسف، آیت نمبر 3)
(1) القرآن (سورہ البقرہ، آیت نمبر: 36)
(2) ترمذی، حدیث نمبر 1163
(3) القرآن (سورہ التحریم، 11)

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

اصولوں سے نہیں۔ کچھ معاشروں میں عورت کو گھریلو مسائل، سماجی برائیوں اور مردوں کی غلطیوں کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ لیکن اسلام اس کی نفی کرتا ہے۔

حضرت آسیہ: ظلم کے خلاف استقامت

حضرت آسیہ ایک بہت ہی ظالم و جابر حکمران کی بیوی تھیں۔ بادشاہ کی بیوی ہونے کے باوجود ان میں غرور و تکبر نہیں تھا بلکہ فرعون کی بیوی ہونے کے باوجود ان کا کردار ظلم، جبر اور کفر کے ماحول میں توحید پر قائم رہنے کی مثال ہے۔ جب فرعون پر ان کا ایمان رونما ہو تو اس نے انہیں ایمان سے ہٹانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ فرعون نے انہیں مال و دولت، اقتدار اور سلطنت کی پیش کش کی مگر وہ نہ ڈگمگائیں۔ ان کو ان کے ایمان کی وجہ سے بہت زیادہ اذیتیں دیں گی فرعون نے ان کو ایمان سے پھیرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا لیکن وہ اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں۔ اور وہ اللہ سے دعائیں مانگتی رہیں قرآن فرماتا ہے:

رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ[4]

اس دعا میں عورت کی روحانی عظمت، آزادیِ ارادہ، اور ظلم کے خلاف مزاحمت کا پیغام ہے۔ حضرت آسیہ علیہا السلام کی زندگی کی قربانیاں اور ثابت قدمی ایک بے نظیر مثال ہیں۔ وہ اپنی آزمائشوں میں ثابت قدم رہیں، چاہے وہ فرعون کی ظالمانہ حکمرانی کے تحت زندگی گزارنا ہو یا اپنی ایمان کی پختگی کو دنیا کے ظلم و ستم کے سامنے ثابت کرنا ہو۔

مردوں کی طرح خواتین بھی معاشرے کی تعمیر و ترقی، فلاح و بہبود، امر بالمعروف و نہی المنکر اور معشرے میں پیدا ہونے والے مختلف قسم کے انتشار کا مقابلہ کر کے ایک پاکیزہ اور اسلامی معاشرہ تشکیل دے سکتی ہیں۔ حضرت آسیہ کا شمار بھی ایسی عظیم اور استقامت والی خواتین میں ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا:

"مردوں میں تو بہت کامل پیدا ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی"۔[5]

حضرت آسیہ علیہا السلام حق سے آشنا تھیں انہوں نے نہ صرف اپنی شجاعت و بہادری کے ساتھ اپنے شوہر کی پیروی کی بلکہ اپنے عقیدہ و نظریات میں بھی آشاد تھیں اس لیے قرآن میں یہ اسوہ اور بہترین نمونہ عورتوں کے آزاد اور عقیدہ و نظریات پر دلیل ہیں۔ قرآن میں ان کا ذکر یوں کیا گیا :

فصبرت و مؤمنت وكانَتْ أفضل من النساء[6]

حضرت آسیہ علیہا السلام کا عمل یہ بتاتا ہے کہ صالح بیوی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہتی ہے اور اللہ کے راستے پر چلنا اپنی اولین ترجیح سمجھتی ہے۔ ایک شجاع و بہادر اور حق پرست عورت بہترین معاشرے کے قیام اور اسلام کی سربلندی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ موجودہ دور میں گھریلو تشدد اور جبر کے خلاف عورت کی استقامت اور جدوجہد کے لیے آسیہ کی شخصیت مشعل راہ ہے۔ اس کے علاوہ حضرت آسیہ کی زندگی ایسی تمام عورتوں کے لیے نمونہ ہیں جو دین کی تعلیمات پر عمل نہ کرنے کا جواز شوہر کو ٹھہراتی ہیں۔ لیکن اللہ نے عورت کے اندر اتنی طاقت و قدرت رکھی ہے جو ہر ظلم و جبر، اخلاقی بے روی اور پستی برائی کا خاتمہ کر سکتی ہیں۔ وہ اپنے شوہر کو بھی اپنے اخلاق و کردار اور حکمت عملی سے حق و صداقت پر گامزن کر سکتی ہے۔

([5]) صحیح بخاری: حدیث نمبر: 3739

([6]) القرآن، سورت التحریم: 11

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

حضرت مریم علیہا السلام: پاکدامنی، عفت اور معاشرتی دباؤ

حضرت مریم کی زندگی ان تمام خواتین کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہے جو معاشرتی دباؤ، کردار کشی، اور تنہائی کا سامنا کرتی ہیں۔ ان پر جھوٹے الزامات لگے لیکن اللہ نے ان کی پاکدامنی کی گواہی دی:

"إِنّ اللہَ اصْطفاک وطھّرک[7]

یہ آیت حضرت مریم کی روحانی پاکیزگی اور اخلاقی کمالات کو واضح کرتی ہے۔ باری تعالیٰ نے انہیں ہر طرح کی ظاہری اور باطنی آلائشوں سے پاک کر کے دنیا کی خواتین کے لیے ایک مثال بنایا۔ ان کی طہارت کا یہ معیار ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اخلاقی اور روحانی طور پر پاکیزہ بنائے۔ حضرت مریم علیہا السلام کی شخصیت سے سیکھا جا سکتا ہے کہ پاکیزگی ہی انسان کے حقیقی مقام کی بنیاد ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی عفت اور پاکیزگی قرآن کا اہم موضوع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عفت کو تمام عورتوں کے لیے نمونہ قرار دیا :

ومریم بنت عمن   لتی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا[8]

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ عفت و پاکیزگی کا تحفظ اسلامی زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ آج کے معاشرتی مسائل میں خواتین کو چاہیے کہ وہ حجاب، حیاء، اور پاکیزگی کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور حضرت مریم علیہا السلام کے اخلاقی اصولوں پر عمل کریں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی شفقت ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت میں نمایاں نظر آتی ہے۔ انہوں نے ہر لمحہ اللہ کی رضا کو مقدم رکھا اور اپنے بیٹے کی اخلاقی اور دینی بنیادیں مضبوط کیں۔ آج کے معاشرے میں والدین کو حضرت مریم علیہا السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی اولاد کی دینی تربیت اور اخلاقی اصلاح کو اپنی اولین ترجیح بنانا چاہیے۔ ان کا کردار قرآن مجید میں پاکیزگی، تقویٰ، صبر، اور عبادت گزاری کا کامل نمونہ ہے۔ ان کی والدہ ہونے کی حیثیت سے ان کے کردار کی تشریح اسلامی زندگی میں اعلیٰ اخلاقیات اور شریعت کے اصولوں کی روشنی میں کی جاتی ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کی زندگی قرآن کا عملی نمونہ ہے، جو والدین کے حقوق، روحانی ترقی، اور والدہ کی عظمت کے اصولوں پر روشنی ڈالتی ہے۔ ان تعلیمات کو معاشرتی مسائل، جیسے والدین کی نظراندازی، مادی ترقی کی دوڑ، اور خواتین کے حقوق کی پامالی کے تناظر میں لاگو کر کے ایک متوازن اور پرامن معاشرہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ ان کا کردار اور ایمان خواتین کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت مریم اور اسکا کردار عورت کی عظمت، پاکیزگی کی اعلیٰ مثال ہے۔ ان کا والدہ ہونا، ایک ایسی شخصیت کی تربیت کرنا جو نبی اور رسول ہو، ان کی عظمت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اللہ نے ان کے کردار کو ہر عورت کے لیے مثال قرار دیا۔ سورۃ التحریم میں انہیں اور زوجہ فرعون کو عورتوں کے واسطے نمونہ بنایا گیا۔

وضرب   للہّ مثلا للذین ءامنوا   مرات فرعون[9]

یہ آیت بتاتی ہے کہ عورت اپنی پاکیزگی اور ایمان کے ذریعے ایک بلند مقام حاصل کر سکتی ہے۔ آج کے دور میں، جہاں خواتین کو مختلف مشکلات کا سامنا ہے، حضرت مریم علیہا السلام کی شخصیت ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ عورت اپنی روحانی طاقت اور اخلاقیات کے ذریعے معاشرے میں عظمت حاصل کر سکتی ہے۔۔ آج کے دور میں، جہاں خودغرضی اور دنیاوی خواہشات غالب ہیں، خواتین کو حضرت مریم علیہا

(7) القرآن سورہ آل عمران، 42
(8) القرآن، سورت التحریم: 12
(9) القرآن، سورت التحریم: 11

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

السلام سے یہ سبق لینا چاہیے کہ اللہ کی رضا ہی حقیقی کامیابی کا راستہ ہے۔ حضرت مریم کی دعائیں اور رب رحمان پر توکل ان کی حیات کا مہتم بالشان جزو ہے، انکی دعا، توکل اس بات کی علامت ہیں کہ وہ ہر مشکل میں اللہ کو اپنا حامی و ناصر مانتی تھیں۔ سورۃ آل عمران میں ان کی دعا کا اثر نمایاں ہے۔ اللہ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا اور انہیں بے مثال اعزاز عطا فرمایا۔ آج کی خواتین کو سیکھنا چاہیے کہ دعا اور اللہ پر یقین ہر مشکل کو آسان بنا سکتا ہے۔ مریم کا قصہ موجودہ دور میں ان خواتین کی اخلاقی و روحانی تربیت اور حوصلہ افزائی کرتا ہے جو معاشرتی فتووں اور تنقید کا شکار ہوتی ہیں۔ آج کے دور میں خواتین کو حضرت مریم علیہا السلام کی زندگی سے یہ سبق لینا چاہیے کہ مشکلات میں اللہ سے رجوع کریں، دعا کریں، اور صبر و استقامت سے کام لیں۔ ان کی زندگی اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اور روحانی اصولوں کا عملی نمونہ ہے۔

حضرت نوح ولوط علیہما السلام کی بیویاں: رشتہ داری اور ایمان

قرآن کریم میں ان دونوں نبیوں کی بیویوں کا ذکر بطور مثال کے آیا ہے کہ نسبی تعلقات انسان کو نہیں بچا سکتے اگر ایمان نہ ہو:

کانتا تحت عبدین... فخانتاھما[10]

وہ اپنے پیغمبر شوہروں کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ایمان نہ لائیں اور گمراہی میں مبتلا رہیں، جس کے نتیجے میں وہ عذاب کی مستحق ہوئیں۔ یہ کردار ان لوگوں کے لیے عبرت کا ذریعہ ہے جو قربت کے باوجود ہدایت کو قبول نہیں کرتے۔ غیر صالح ازواج کی تفصیلات میں واضح ہوتا ہے کہ فرد کا عمل، نیت، اور ایمان فیصلہ کن ہیں، چاہے وہ کسی صالح شخصیت کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن کا یہ بیان امت کو یہ سبق دیتا ہے کہ ظاہری نسبت نجات کی ضمانت نہیں بلکہ ذاتی عمل اور ایمان ضروری ہیں۔ قرآن میں غیر صالح ازواج کے ذکر کی بنیادی حکمت انسان کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر درست فیصلے اور رویے اپنانے کی ترغیب دینا ہے۔ ازدواجی تعلق کو محض سماجی معاہدہ نہیں بلکہ دینی فریضہ اور اخلاقی ذمہ داری کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے۔ ان قصص میں حکمت یہ ہے کہ اگر کسی رشتے میں طرفین میں سے کوئی ایک بھی ہدایت سے روگردانی کرے تو اس کا اثر نہ صرف ازدواجی زندگی بلکہ پورے معاشرتی نظام پر پڑتا ہے۔

حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کے قصے میں یہ پیغام دیا گیا کہ قریبی تعلق بھی اس وقت بے سود ہے جب ایمان اور عمل موجود نہ ہو۔ ان قصص سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملتا ہے کہ دنیاوی رشتوں میں وفا اور دیانت ضروری ہیں، بصورت دیگر یہ رشتے عذاب کا ذریعہ بن سکتے ہیں، غیر صالح ازواج کا کردار خاندان اور معاشرتی نظام کو کمزور کرتا ہے، جیسا کہ فرعون کی بیوی کی ضد اور ظلم نے خاندان کے تصور کو متاثر کیا۔ قرآن ان واقعات کے ذریعے ہر مسلمان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ نیکی اور برائی کے اثرات انفرادی و اجتماعی زندگی پر پڑتے ہیں۔ ان قصص کو عبرت اور نصیحت کے طور پر بیان کیا گیا تا کہ انسان اپنے رویے درست کرے اور دینی تقاضوں کے مطابق زندگی بسر کرے۔ یہ واقعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ عورت کی حیثیت اس کے عمل اور کردار سے ہے، نہ کہ رشتہ داری سے۔ یہ پیغام عورت کو ذاتی فیصلوں میں اختیار دیتا ہے۔

ملکہ سبا (بلقیس): قیادت، حکمت اور فیصلہ سازی

ملکہ سبا ان کے اندر حکمت، قیادت اور فیصلہ سازی کی قوت تھی جس سے ان کی قوم خوشحالی اور امن کی راہ پر گامزن تھی۔ ان کی قیادت میں تجارت، زراعت اور تعمیرات کو فروغ ملا۔ ان کی فیصلہ سازی کی قوت نے انہیں ایک کامیاب اور ہمدرد رہنما بنایا۔

---

[10] القرآن، سورہ التحریم، 66:10

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

قرآن مجید میں سورۃ النمل میں ملکہ سبا کا تذکرہ موجود ہے جو ایک عاقل و فہیم حکمران کے طور پر سامنے آتی ہیں:

اِنّي وجدت امرأة تملکھم وأوتيت من کل شيء[11]

یہ آیت نہ صرف عورت کی سیاسی قیادت کو تسلیم کرتی ہے بلکہ اس کی حکمت، مشورہ لینے اور سچائی قبول کرنے کی صلاحیت کو بھی سراہتی ہے۔ وہ مشاورت سے فیصلہ کرتی تھیں حالات کو سمجھ کے حکمت سے کام لیتی اور حق کو قبول کرنے کی قوت تھی۔ اس کی مشاورت، حکمت، اور حق کو قبول کرنے کی جرات کر ہم اپنا کر ایک بہترین قیادت، فیصلہ سازی اور ذاتی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کی حکمت جیسی خوبی کو اپنا کر پیچیدہ سے پیچیدہ بلقیس کا کردار آج کے دور کی خواتین لیڈرز کے لیے ایک روشن مثال ہے کہ وہ عقلمندی، وقار اور امن پر مبنی فیصلوں سے ایک قوم کو بہتر سمت میں لے جا سکتی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ و بہن: ماں کی قربانی اور بہن کی ہوشیاری

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور بہن کا کردار قرآن کریم میں انتہائی موثر انداز میں بیان ہوا ہے۔ والدہ کا اپنا شیر خوار بچہ دریا میں ڈال دینا ایک ماں کی قربانی، اللہ پر توکل اور جذبہ ایمانی کو ظاہر کرتا ہے حضرت موسی کلیم اللہ کی اماں کا مذکورہ کردار اس کردار کی تعلیم دیتا ہے کہ آزمائش کے وقت میں اللہ پر بھروسہ کرنا کامیابی کی کنجی ہے۔ ان کی اس قربانی نے نہ صرف ان کے بیٹے کو نجات دی بلکہ امت کے لیے ایک عظیم نبی کو محفوظ رکھا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کی زندگی خدا پر غیر متزلزل بھروسے کی عملی مثال ہے۔ وہ ایک ایسے وقت میں اللہ کی وحی پر عمل کرتی ہیں، جب حالات بے حد خوفناک ہوتے ہیں۔ ان کی دعائیں اور ان کا یقین ہمیں سکھاتا ہے کہ آزمائش میں خدا کی طرف رجوع کرنا ہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کی زندگی مشکلات اور جدوجہد کا درس دیتی ہے۔ وہ اپنے بیٹے کی حفاظت کے لیے ہر ممکن قربانی دیتی ہیں، لیکن اللہ کے حکم پر ایمان رکھتے ہوئے اپنی آزمائشوں کا سامنا کرتی ہیں۔ ان کا یہ کردار ہمیں سکھاتا ہے کہ مشکل حالات میں بھی اللہ پر بھروسہ کرنا اور اس کے حکم کی پیروی کرنا ہمیں حقیقی کامیابی تک پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِن مع لعُسر یُسرًا (1213)

ترجمہ: بلاشبہ ہر تنگی اپنے ساتھ آسانی کا فی ہے۔

حضرت موسیٰ کی والدہ کا کردار ایک ماں کی قربانی اور اپنی اولاد کی حفاظت کے حوالے سے ایک سنہری مثال ہے۔ ان کی قربانی صرف اپنی اولاد کی زندگی بچانے تک محدود نہیں تھی، بلکہ وہ اللہ کی رضا اور اس پروردگار کے اس سوچ و عمل کی تکمیل کے واسطے دل کی خواہشات کو نظر انداز کرتی ہیں۔ یہ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ والدین کی سب سے بڑی قربانی یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کے بہترین مفاد میں اللہ کے راستے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ کا کردار قرآن کی روشنی میں یک عظیم قربانی کا نمونہ ہے۔ قرآن نے ہمیں ان کی قربانی کو اس طریقے سے ذکر کیا گیا کہ ہم اس کو اخلاقی اسباق اخذ کر سکیں۔ حضرت موسیٰ کی والدہ نے اپنی محبت اور فطری جذبات کو ایک طرف رکھتے ہوئے، اللہ کے حکم پر عمل کیا اور اپنے بیٹے کو فرعون کے ظلم سے بچانے کے لیے دریا میں ڈال دیا۔ یہ عمل نہ صرف ایک ماں کی قربانی کی علامت ہے بلکہ نیز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ الہ العالمین کی رضا کے لیے اپنی ذاتی خواہشات اور جذبات کو قربان کرنا ضروری ہے۔

([11]) القرآن، سورہ النمل آیت نمبر: 23
([12]) القرآن، سورت الشرح، آیت نمبر: 6

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

"فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي[14]

اس آیت میں اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ کی والدہ کو تسلی دی گئی کہ ان کی قربانی ضائع نہیں جائے گی۔ یہ توکل اور یقین ہی ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں اور بہن دونوں کو سکون اور کامیابی بخشی۔ آج کی خواتین کے لیے اس کردار میں یہ سبق موجود ہے کہ مشکلات میں اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے عمل کو اخلاص کے ساتھ انجام دیں۔ یہاں سے یہ اخلاقی سبق ملتا ہے کہ جب انسان الہ العالمین کی رضامندی کے واسطے کسی قربانی کو انتخاب کرتا ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ کی بہن کی ذہانت اور معاملہ فہمی اس وقت نظر آتی ہے جب وہ فرعون کے محل میں اپنے بھائی کے لیے موزوں دایہ کی تجویز پیش کرتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت میں ان کی بہن کی تدبیر کئی دینی حکمتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ان کی جرات اور فراست کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم سے محفوظ رکھا۔ یہ واقعہ ہمیں اسباق دیتا ہے کہ خواتین بھی اہم دینی ذمہ داریوں میں حصہ لے سکتی ہیں اور ان کی حکمت وتدبیر بڑی تبدیلیاں لا سکتی ہے۔

آج کے دور میں خواتین کو تعلیم، شریعت کی روشنی میں اپنے حقوق کے دفاع، اور اپنے خاندان کی تربیت میں مؤثر کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت موسی کی بہن کا کردار یہ رہنمائی کرتا ہے کہ خواتین کا مقام صرف گھریلو امور تک محدود نہیں بلکہ وہ معاشرتی ذمہ داریوں میں بھی شریک ہو سکتی ہیں۔

"فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ [15]

ان دونوں کرداروں سے ماں اور بہن کی بصیرت، قربانی، اور عزم و حوصلہ کی عکاسی ہوتی ہے۔

جدید معاشرتی تناظر میں قرآنی نسوانی کردار

ان تمام خواتین کی قرآنی کہانیاں ہمارے موجودہ معاشرے میں عورت کے مسائل اور ان کے ممکنہ حل کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ ان مسائل میں شامل ہیں:

کردار کشی اور جھوٹے الزامات (حضرت مریم کی مثال)

حضرت مریم پر لگائے گے الزمات آج کی خواتین کے خلاف ہرسانی، بدنامی اور کردار کشی کے واقعات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ حضرت مریم کا کردار پاکیزگی، خود مختاری اور استقامت کی عظیم مثال ہے۔ جو سماجی الزمات کے باوجود حق پر قائم رہی۔ ان کی مثال خواتین کے قانونی تحفظ اور کردار کشی کے خلاف جدوجہد اور نسوانی خود مختاری کی اہمیت کا اجاگر کرتی ہے۔ ان کا کردار عورتوں کو انصاف، عزت اور مساوات کے لیے لڑنے کی ترغیب دیتا ہے۔

گھریلو تشدد اور ظلم (حضرت آسیہ کی مثال)

حضرت آسیہ علیہا السلام کی زندگی کی قربانیاں اور ثابت قدمی ایک بے نظیر مثال ہیں۔ وہ اپنی آزمائشوں میں ثابت قدم رہیں، چاہے وہ فرعون کی ظالمانہ حکمرانی کے تحت زندگی گزارنا ہو یا اپنی ایمان کی پختگی کو دنیا کے ظلم و ستم کے سامنے ثابت کرنا ہو۔ قرآن میں ان کا ذکر یوں کیا گیا:

([14]) القرآن، سورہ القصص آیت نمبر: 7

([15]) القرآن، سورہ القصص،: 12

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

DIALOGUE SOCIAL SCIENCE REVIEW

(16فَصَبِرَاتٍ مُؤْمِنَتٌ وَكَانَتْ أَفْضَلَ مِّنَ النِّسَآءِ)

حضرت آسیہ علیہا السلام کا یہ عمل یہ بتاتا ہے کہ صالح بیوی اپنے ایمان پر ثابت قدم رہتی ہے اور اللہ کے راستے پر چلنا اپنی اولین ترجیح سمجھتی ہے۔ گھریلو تشدد اور ظلم ایک ایسا سماجی المیہ ہے جو آج بھی لاکھوں خواتین کی زندگیوں کو اجاڑ رہا ہے۔ یہ نہ صرف جسمانی تشدد بلکہ نفسیاتی، جذباتی اور معاشی استحصال کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں اس کی شدید مذمت کی گئی ہے، اور قرآن مجید میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی داستان کو ایمان والے مردوں اور عورتوں کے لیے ایک عظیم مثال قرار دیا گیا ہے۔ وہ فرعون کی بیوی تھیں— دنیا کے سب سے بڑے ظالموں میں سے ایک انسان تھا— اور ان کی زندگی گھریلو تشدد اور ظلم کی زندہ تصویر ہے، مگر ان کی صبر، ایمان اور اللہ کی پناہ کی دعا ہمیں امید کی کرن دکھاتی ہے۔

رشتہ داری کے بجائے ذاتی عمل کی اہمیت (نوح و لوط کی بیویاں)

حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویوں کا واقعہ قرآن مجید میں ذاتی عمل کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں خواتین کو کفر اور نافرمانی کی مثال کے طور پر بیان کیا، حالانکہ وہ انبیاء کی بیویاں تھیں۔ نوح علیہ السلام کی بیوی نے اپنے شوہر کی دعوت کو قبول نہ کیا اور کفر پر قائم رہی، جبکہ لوط علیہ السلام کی بیوی نے اپنی قوم کے گناہوں کی حمایت کی اور اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ محض رشتہ داری یا قربت، خواہ انبیاء سے ہی کیوں نہ ہو، نجات کی ضمانت نہیں ہے۔ نجات کا انحصار صرف ذاتی ایمان، نیک اعمال اور اللہ کی اطاعت پر ہے۔ کوئی شخص دوسروں کی نیکی کے سہارے جنت کا حق دار نہیں بن سکتا۔ نجات یا ہلاکت کا فیصلہ انسان کے اپنے ایمان اور اعمال پر ہوتا ہے، نہ کہ خاندان یا رشتوں کی بزرگی پر۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے ذاتی عمل کے مطابق ہی پرکھتا ہے۔

ماں اور بہن کی قربانی و بصیرت (موسیٰ کی والدہ و بہن)

یہ دونوں خواتین ایمان، صبر اور بصیرت کی شاندار مثال ہیں۔ انہوں نے کٹھن حالات میں اللہ کے حکم پر عمل کیا اور حضرت موسیٰؑ کی حفاظت میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت موسیٰؑ کی بہن نے اپنے صبر، حکمت اور اللہ پر مکمل بھروسے کے ذریعے بے مثال قربانیاں دیں۔ ان کی دانائی اور ہوشیاری اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ مشکل ترین وقت میں بھی ایمان اور صبر انسان کو کامیابی کی راہ دکھاتے ہیں۔

ان کی کہانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ زندگی کے مسائل میں صبر، عقل مندی اور اللہ پر بھروسہ سب سے بڑی طاقت ہیں۔ ہمیں مایوسی یا جلد بازی کے بجائے حکمت اور صبر کے ساتھ مسائل کا سامنا کرنا چاہیے تاکہ اللہ کی مدد شامل حال ہو۔

موجودہ دور میں ان قصص کی معنویت

قرآنی قصص محض تاریخی بیانات نہیں بلکہ ایک زندہ معاشرتی پیغام ہیں۔ ان کرداروں سے حاصل ہونے والے اسباق درج ذیل موجودہ معاشرتی مسائل کی نشاندہی کرتے ہیں:

عورت کا مذہبی اور اخلاقی شعور

ان قصص سے خواتین کو اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق، عبادت کی اہمیت، اور دعا کی قوت کا احساس ہوتا ہے۔ آج کے دور کی مادیت زدہ فضا میں

(1) القرآن، (التحریم: 11)

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

یہ قصص روحانی استحکام اور سکون کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یہ قصص عفت، ایمانداری، صبر، اور انصاف جیسی بنیادی اقدار کو نمایاں کرتے ہیں، جو خواتین کو موجودہ معاشرتی مسائل مثلاً ہراسانی اور امتیازی سلوک کے مقابلے میں حوصلہ اور رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ ان قصص سے خواتین اپنی تعلیم، کیریئر، اور سماجی کردار میں توازن قائم کرنے کا سبق حاصل کرتی ہیں۔ حضرت ہاجرہ کی محنت ہمیں جدوجہد کی اہمیت یاد دلاتی ہے، جبکہ حضرت مریم کی پاکیزگی خواتین کو عفت اور وقار کی حفاظت کی ترغیب دیتی ہے۔ قرآن کے یہ قصص خواتین کو مذہبی وابستگی، اخلاقی پختگی، اور عملی زندگی میں کامیابی کے اصول عطا کرتے ہیں۔

ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا

قرآنی قصص سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ عورتیں ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ وہ صبر، حکمت، استقامت اور اللہ پر کامل بھروسے کے ذریعے ناانصافی کا مقابلہ کرتی ہیں۔ قرآن عورتوں کو عزت، قوت اور حق کے لیے جدوجہد کا پیغام دیتا ہے، چاہے حالات کٹھن ہوں، معاشرتی طعنے ہوں یا ظالم حکمران۔ خواتین کو چاہیے کہ ان مثالوں سے رہنمائی حاصل کریں اور اپنے حقوق کے لیے پرامن مگر مضبوط انداز میں کھڑی ہوں۔

خواتین کی تعلیم وسیاسی شرکت

قرآن مجید کے قصص سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ خواتین کے لیے تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ فکری، روحانی اور سیاسی لحاظ سے مضبوط ہو سکیں۔ ملکہ سبا اور حضرت آسیہ کی مثالیں اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہیں کہ عورتیں قیادت، مشاورت اور سماجی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اسلام خواتین کو تعلیم اور سیاسی شمولیت کے ذریعے معاشرے میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے، بشرطیکہ یہ سب اسلامی حدود کے دائرے میں ہو۔

تعلیم کا حق ہر انسان کو حاصل ہے، اور قرآن نے اس حق کو نہ صرف مردوں کے لیے بلکہ خواتین کے لیے بھی برابر تسلیم کیا ہے۔ قرآن میں جہاں علم کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، وہاں خواتین کی تعلیم کے مسائل کو بھی حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خواتین کی تعلیم کا مسئلہ ایک اہم معاشرتی چیلنج ہے جو کئی ملکوں میں موجود ہے، جہاں عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے سے روکا جاتا ہے یا ان کے لیے تعلیم کے مواقع محدود ہیں۔ قرآن کی روشنی میں خواتین کو علم حاصل کرنے کا حق دیا گیا ہے، اور اس میں ان کی روحانی، دینی، دنیاوی اور سیاسی ترقی کا دروازہ کھولا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (17)

ترجمہ: "پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کرم کرنے والا ہے۔"

یہ آیت تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے اور اس کا کوئی جنس یا فرد سے تعلق نہیں ہے۔ تعلیم کا حکم مرد و زن دونوں کے لیے ہے، کیونکہ قرآن کا پیغام انسانیت کے لیے ہے۔ اس آیت کے ذریعے قرآن نے علم کے حصول کو ایک فرض قرار دیا ہے، جو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خواتین کے لیے تعلیم کی اہمیت کم نہیں بلکہ وہ اس کے حقدار ہیں۔

آج کے معاشرتی مسائل میں خواتین کی تعلیم کی کمی ایک بڑی پریشانی ہے، خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے سے روکا جاتا ہے یا ان کے لیے تعلیمی ادارے نہیں ہیں۔ قرآن کی اس ہدایت کو سمجھنا ضروری ہے تاکہ خواتین کو اس حق سے محروم نہ کیا

---

[1] القرآن، (العلق: 3)

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

جائے، اور انہیں تعلیم حاصل کرنے کے برابر مواقع دیے جائیں۔

خاندان میں عورت کی قدر و وقعت

قرآنی قصص اس حقیقت کو اجاگر کرتے ہیں کہ عورت خاندان کا بنیادی ستون ہے۔ اس کی عزت، پاکیزگی، صبر اور ایمان نہ صرف خاندانی استحکام بلکہ معاشرتی ترقی کی ضمانت ہیں۔ قرآن عورت کو محبت، رحمت اور ایمان کی علامت کے طور پر پیش کرتا ہے اور اس کے احترام کو ہر فرد پر لازم قرار دیتا ہے۔

سماجی انصاف اور برابری کا مطالبہ

قرآنی تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ عورت اور مرد روحانی حیثیت میں برابر ہیں۔ اس لیے سماجی انصاف کا تقاضا ہے کہ عورتوں کو تعلیم، معاشی مواقع اور فیصلہ سازی میں مساوی حقوق حاصل ہوں۔ قرآنی قصص عورت کی عزت و احترام کی حفاظت پر زور دیتے ہیں اور معاشرے کو یہ ہدایت دیتے ہیں کہ عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک، تشدد اور استحصال کو ختم کیا جائے۔ اسی طرح، ملکہ سبا کی مثال عورت کی قائدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین کو قیادت اور سماجی کردار ادا کرنے کے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے۔ حضرت آسیہ اور دیگر خواتین کی کہانیاں یہ پیغام دیتی ہیں کہ عورتوں کو ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنے کا حق حاصل ہے اور معاشرے پر لازم ہے کہ وہ ان کی حمایت کرے۔ ان اصولوں کے عملی تقاضوں میں عورتوں کے لیے تعلیم و تربیت کے برابر مواقع فراہم کرنا، وراثت، شادی اور ملازمت جیسے معاملات میں قانونی تحفظ دینا، اور سماجی رویوں کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں بدلنا شامل ہے تاکہ دقیانوسی سوچ اور تعصبات کا خاتمہ ہو۔ اس طرح قرآنی قصص عورتوں کے سماجی انصاف اور برابری کے مطالبے کو مضبوطی سے پیش کرتے ہیں اور معاشرے کو یہ رہنمائی فراہم کرتے ہیں کہ خواتین کو ان کا جائز مقام اور حقوق دیے جائیں۔

تعلیمی و تربیتی زاویہ

اسلامی تعلیمی نصاب میں ان قصص کو شامل کر کے بچوں بالخصوص لڑکیوں کو کردار سازی، عفت، استقلال، اور قیادت جیسے مثبت اقدار سکھائے جا سکتے ہیں۔ حضرت مریم اور آسیہ جیسے کردار عورت کے لیے رول ماڈل بن سکتے ہیں، جنہوں نے ایمان، صبر اور فہم و بصیرت سے راستہ چنا۔

فقہی اور سماجی نتائج

یہ قرآنی قصص فقہی اور سماجی سطح پر عورت کی خود مختاری، حقِ انتخاب، اور تحفظ نسواں کے اصول وضع کرنے میں مددگار ہیں۔ مثال کے طور پر:

حضرت آسیہ کا ایمان کا اظہار جبر کے ماحول میں حقِ رائے دہی کا اشارہ دیتا ہے۔

بلقیس کا مشورہ لینا اور حکمت سے فیصلہ کرنا عورت کی قیادت کی تائید ہے۔

قرآن کے یہ قصص اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ عورت کو مرد کے برابر روحانی اور اخلاقی مقام حاصل ہے۔ توبہ کی فقہی اہمیت حدود کے احکام سے جڑی ہوئی ہے، جو انسان کو اپنی خواہشات کے نتائج اور سماجی دباؤ سے محفوظ رکھتے ہوئے عزت و عفت کی حفاظت کی ترغیب دیتی ہے۔ سورۃ التحریم میں نوح اور لوط علیہا السلام کی بیویوں کو کافروں کی مثال قرار دے کر یہ بتایا گیا کہ خاندانی رشتہ ایمان کی ضمانت نہیں، بلکہ ایمان ذاتی ذمہ داری ہے۔ اس سے فقہی طور پر کفر اور خیانت کی مذمت ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کی حفاظت پر زور ملتا ہے، جبکہ سماجی پہلو سے

Dialogue Social Science Review (DSSR)
www.thedssr.com

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

یہ عورتوں کی روحانی آزادی اور ذاتی جواب دہی کو اجاگر کرتا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہانیاں خواتین کی قیادت، قربانی اور حقوق کو تسلیم کرتی ہیں اور ان کے بااختیار کردار کو جدید معاشروں میں مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

اسلامی معاشرے میں خواتین کا مقام

قرآن کریم کے مطابق عورت کا مقام محض گھر تک محدود نہیں بلکہ وہ معاشرتی، اخلاقی اور روحانی میدانوں میں مرد کے برابر کردار ادا کر سکتی ہے۔ قرآن مجید کی ان خواتین کی داستانوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بھی عقل، اختیار، قیادت، اور قربانی کی قوت عطا کی ہے۔ عورت کو ایک آزاد اور بااختیار وجود کے طور پر تسلیم کیا ہے۔

اس تحقیقی مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ خواتین کے قصص محض تاریخی واقعات نہیں بلکہ ان کے اندر پوشیدہ سماجی مسائل اور ان کے حل کے لیے ایک دائمی پیغام موجود ہے۔ ان قصص کے ذریعے ہمیں یہ سیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ ایک عورت ظلم کے خلاف کیسے کھڑی ہوسکتی ہے، کردار کشی سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے، اور ایک مہذب، باعزت معاشرہ کیسے تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ قرآن واضح کرتا ہے کہ عورت ایک بااختیار، معزز اور روحانی طور پر برابر حیثیت رکھنے والی ہستی ہے، جو معاشرے کی اساس اور الٰہی منصوبوں کی شراکت دار ہے۔ اسلام نے عورت کو شیطان کا وسیلہ نہیں بلکہ خاندان کی "حاکمہ" اور معاشرے کی "ملکہ" قرار دیا ہے، جو جاہلیت کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی اور ہدایت کی طرف لے جاتی ہے۔ یہ پیغام محض تاریخی نہیں بلکہ آج کی مسلم خواتین کے لیے بھی رہنمائی ہے کہ وہ قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے حقوق اور کردار کو پہچانیں اور اختیار کریں۔

مصادر و مراجع:

القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، 2:36
القرآن الکریم، سورۃ یوسف، 12:3
القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، 3:42
القرآن الکریم، سورۃ التحریم، 11-66:10
القرآن الکریم، سورۃ النمل، 27:23
القرآن الکریم، سورۃ القصص، 12،28:7
الترمذی، ابو عیسیٰ محمد، جامع الترمذی

اردو کتب و مراجع

مولانا مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور
مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، مکتبہ دار العلوم، کراچی
ڈاکٹر اسرار احمد، عورت اور اسلام، تنظیم اسلامی، لاہور
ڈاکٹر حمید اللہ، قرآن کا معاشرتی پیغام، بزمِ تحقیق و افکار، لاہور
پروفیسر خورشید احمد، اسلامی معاشرت، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور
ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الفکر، بیروت

ISSN Online: 3007-3154
ISSN Print: 3007-3146
Vol. 3 No. 12 (December) (2025)

الطبري، جامع البيان عن تأويل آي القرآن، دار الكتب العلمية، بيروت

القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، دار عالم الكتب، الرياض

الزمخشري، الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، دار المعارف، مصر

Abdel Haleem, M.A.S. The Qur'an: A New Translation, Oxford University Press, 2005.

Amina Wadud, Qur'an and Woman: Rereading the Sacred Text from a Woman’s Perspective, Oxford University Press, 1999.

Asma Barlas, Believing Women in Islam: Unreading Patriarchal Interpretations of the Qur'an, University of Texas Press, 2002.

Karen Armstrong, The Qur’an: A Biography, Atlantic Books, 2006.

Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur’an, University of Chicago Press, 1980.